ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

مستی

عشق ہے جیسے اپنے حال میں مست — عقل و تدبیر، قیل و قال میں مست
گرچہ سب کا الگ ہے شوق — لوگ ہیں اپنے اپنے حال میں مست
ہر کوئی اپنا راگ گاتا ہے — اپنے سُر اور اپنی تال میں مست
اپنے طور و طریق پر نازاں — کبک ہے جیسے اپنی چال میں مست
کوئی امیدِ وصل میں خوش ہے — کوئی مقصود کے وصال میں مست
عاشق اوروں کے حُسن کا شیدا — خُوبرُو اپنے ہی جمال میں مست
بے نوا ہے مگن، فقیری میں — اور زردار اپنے مال میں مست
گرم اپنی گلیم میں درویش — ہے غنی جیسے اپنی شال میں مست
جس کو نانِ جویں نہیں حاصل — وہ ہے فردوس کے خیال میں مست
جس کو خوش کر دیا منجم نے — ایسے ابلہ ہیں نیک فال میں مست
گرچہ ملتا نہیں جواب کوئی — اہلِ حکمت ہیں بس سوال میں مست
کچھ ہنر کا صلہ ملے نہ ملے — ہر ہُنرمند ہے کمال میں مست

شاعرِ خوش بیان کی مت پوچھ
بن پیئے بادۂ خیال میں مست